وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ

صلی اللہ علیہ وسلم

# رحمۃ للعالمین
# اور
# جہاد فی سبیل اللہ

مؤلفین


محمد اسلم گل
میجر (ریٹائرڈ)

محمد رفیق احمد میمن
صدر



امان جی ایجوکیشنل سوسائٹی (رجسٹرڈ)
ٹنڈو جہانیاں، حیدرآباد چھاؤنی، پاکستان

# رحمۃ للعالمین ﷺ اور جہاد فی سبیل اللہ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور کامل و اکمل دُرود و سلام ہو سیّد الانبیاء و المرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، ہمارے آقا، حضرت محمد ﷺ پر جن کی مبارک محنت سے زندگی میں دلوں کو اور مرنے کے بعد قبروں کو منور فرمایا اور جن کا ظہور تمام عالم کے لئے رحمت ہے اور آپ ﷺ کی آل اولاد اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر جو ہدایت کے ستارے ہیں اور دین اسلام کے پھیلانے والے ہیں، نیز اُن مؤمنین اور مؤمنات پر بھی جو ایمان کے ساتھ اِن کا اتباع کرنے والے ہیں۔

الحمد للہ! رحمۃ للعالمین پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کے غزوات و سرایا نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام بنی نوع انسان پر ایک احسان عظیم ہیں۔ آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے مصروف جہاد رہ کر دُنیا میں امن و سلامتی، عدل و انصاف اور اخوت و مساوات کے اصول قائم کیے تاکہ آئندہ کے لئے مسلم اُمہ ایسے موقعوں پر آپ ﷺ کے عہد کے واقعات سے سبق لیتے رہیں اور اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات کا سچا نمونہ بنا کر دُنیا کے سامنے پیش کریں۔ تاریخ عالم اس حقیقت کی شاہد ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی حیاتِ طیبہ ہی میں نہیں بلکہ اس کے بعد کے دور میں خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے بھی اس وقت کی تمدنی دُنیا کے ایک ایک گوشے تک اسلام کا پیغام عدل و انصاف پہنچایا اور انسانیت کو بقائے باہم کے حقیقی اور فطری پیمانوں سے روشناس کرایا۔ ظلم، ناانصافی اور استحصال کی تمام شکلوں کو مٹا ڈالا اور ان کی جگہ آزادی، رواداری، احترام انسانیت اور ایثار و خدمت

کی درخشاں روایات قائم کیں ۔اس بناء پر یہ غزوات وسرایا ملک گیری ،توسیع پسندی اور ہوس اقتدار کے لئے نہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالٰی کی زمین کوظلم اورظالموں سے پاک کرنے کے لئے تھے۔

الحمدللہ !اسلام نے مسلمانوں کوحق کے لئے ہر مصیبت اور تکلیف پر ثابت قدم رہنےاورضرورت پڑنے پر جان کی بازی لگانے کی تعلیم دی ہے۔اس لئے ان تمام لڑائیوں کا نام جہاد ہوا، جو دین کی حمایت میں دشمنوں سے ہوئیں ۔اعلاءکلمۃ اللہ کے لئے حضوراقدس ﷺ کے مبارک زمانہ میں جولڑائیاں پیش آئیں اورآپ ﷺ نے ان میں شرکت فرمائی ،ان کواسلامی اصطلاح میں ''غزوہ'' کہا جاتا ہےاورجس دستہ کی قیادت آپ ﷺ نے کسی صحابیؓ کے سپرد کردی ،خواہ ان میں جنگ ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو،یا محض حفاظتی دستہ کے لئے بھیجا گیا ہو،اس کواصطلاح میں ''سریہ'' کہا جاتا ہے۔

(بحوالہ: عہدنبوی ﷺ کے غزوات وسرایا)

اہل مغرب نے دُنیا میں یہ تاثر کافی حدتک پھیلایا ہے کہ اسلام ایک جنگجو یانہ مذہب ہےاورسب سے زیادہ جس چیز نے غلط فہمیاں پیدا کیں اورجس کوئی سو سال سے زوروشور سے دہرایا جارہا ہے، یہ وہ بے بنیاد الزام اور بہتان ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا..... لیکن حقیقت کیا ہے؟ذیل میں اس کی وضاحت کی جاتی ہے:

رحمۃ للعالمین ،پیغمبراسلام ،حضوراقدس ﷺ اورآپ ﷺ کے جانثارصحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کرنے سے یہ امر بالکل واضح ہوجاتا ہے کہ ان کی نظر میں جنگ سے زیادہ ناپسندیدہ اورمکروہ طریقہ کارکوئی اورنہ تھا۔مکی دورمیں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کوطرح طرح کی تکالیف ومصائب کا سامنا کرناپڑا جبکہ مدنی دورمیں حربی مہمات کی نوبت بھی پیش آئی ،جس میں اصل مقصد یہ کارفرمارہا کہ انسانوں کوانسانوں کی

غلامی کی ذلت سے نجات دلا کر انہیں عزت و وقار اور عدل و انصاف سے ہمکنار کیا جائے اور دُنیا کو اجتماعی امن و سکون کی دولت سے بہرہ ور کیا جائے۔ حقیقت یہ ہے اسلام کو مضبوط کرنے کے لئے جنگیں کرنا پڑیں، لیکن یہ جنگیں، جن میں بدر، اُحد اور خندق شامل ہیں، مدینہ طیبہ کے قرب میں لڑی گئیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جارحانہ طور پر دُشمنانِ اسلام مدینہ طیبہ پر حملہ آور ہوا چاہتے تھے۔ مسلمانوں نے شہر سے نکل کر ان کا مقابلہ کیا۔ مدینہ طیبہ میں رہتے ہوئے مسلمانوں نے یہودیوں اور دوسرے غیر مسلموں سے امن و صلح کے معاہدے کیے، مگر ان قبائل نے معاہدوں کی خلاف ورزیاں کی، جو کہ جنگوں کا سبب بنیں۔

ذرا غور فرمائیں! ہجرت مدینہ کے بعد، اجڑے بچھڑے لوگوں کو ایک نئے ماحول میں داخل ہونا، آدھی جماعت (مہاجرین) کا معاشی تباہی سے دوچار ہو کر اپنی بحالی کے لئے ہاتھ پاؤں مارنا، ایک نئے ماحول کو انقلابی دعوت کے لئے رفتہ رفتہ تیار کرنا، مختلف قبائلیت زدہ عناصر سے اخوت کا جوڑ لگانا، ان کی ذہنی اور اخلاقی تربیت کرنا، نیز ایک نئی مملکت قائم کر کے اس کے جملہ شعبوں کو نظم و نسق کرنا، یہ سب کام بیک وقت اسلامی انقلاب کے علمبرداروں کے ہاتھوں انجام پذیر ہو رہے تھے، پھر ان میں سے ہر کام ایسا تھا جو پوری توجہ اور مسلسل محنت چاہتا تھا، ایسے کٹھن مسائل سے دوچار ایک چھوٹی سی جماعت کسی طرح بھی جنگ کو اپنی زندگی کا نصب العین نہیں بنا سکتی اور نہ لڑائی مول لینے کے لئے تیار ہو سکتی تھی..... لیکن جب ان کو مجبور کیا گیا تو وہ اس سے منہ بھی نہیں موڑ سکتی تھی..... اس لئے کہ اس کے پیش نظر ایک عظیم بین الانسانی مشن رکھنے والی جماعت تیار کرنی تھی، اسے کسی مخصوص قوم یا ملک کی نہیں، بلکہ تمام دُنیا کی بھلائی کے اصول جاری کرنے تھے۔ اس نے زندگی کی عظیم ترین سچائی یعنی ایک اللہ تبارک وتعالیٰ کی ربوبیت والوہیت کے نور سے تمدن کو جگمگا دینے کے لئے اپنا تمام مفاد اور عیش و سکون قربان کر رکھا تھا اور

ضبط نفس، صبر و ایثار کی منزلوں سے گزرتے ہوئے وہ آگے بڑھ رہی تھی۔اس جماعت کا توسرمایہ حیات ہی نظریہ حق تھا، جسے وہ سینہ سے لگائے ہوئے تھی، اس کا سارا مستقبل ہی اس نظریہ سے وابستہ تھا، اس کی حفاظت کے لئے اس جماعت کے اندر ایسا جذبہ ٹھاٹھیں ماررہا تھا، جس جذبہ کے تحت ایک کمزور مرغی بھی جب کسی چیل کومنڈ لاتے دیکھتی ہے تو سب کچھ فراموش کر کے وہ اپنے چوزوں کو اپنے پروں تلے سمیٹ لیتی ہے۔یہ وہ مقدس جماعت تھی، جس کے افراد اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اپنے لاغرو ناتواں جسموں کے ساتھ سنگلاخ چٹانوں سے ٹکرا جانے کے لئے تیار رہتے تھے۔چنانچہ جب جاہلیت کے علمبرداروں نے انہیں للکارا اور جنگ کی دعوت دی تو یہ بے سروسامان مہاجر و انصار ہزاروں کی فوج سے ٹکر لینے کو آگئے اور ایمان و اخلاق اور یک جہتی کا سکہ منوالیا۔

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے دین کی ترویج و اشاعت تلوار سے نہیں بلکہ اپنے اخلاق عالیہ پر مبنی دعوت الی اللہ کی مبارک محنت سے کی تھی اور جو جنگیں پیغمبر اسلام ﷺ نے لڑی تھیں، وہ جنگیں آپ ﷺ پر مسلط کی گئی تھیں اور آپ ﷺ نے بحکم الٰہی مدافعانہ جہاد کر کے اپنا فرض ادا کیا تھا۔اسلام پر خونریزی کا الزام لگانے والوں کو فتح مکہ کے موقع پر رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضور اقدس ﷺ کے اعلان **''لاتثریب علیکم الیوم''** پر نظر ڈالنی چاہئے، جبکہ اس وقت دشمنوں کا خون بہانا، مسلمانوں کے لئے ہر قانون، اخلاق اور رواج کے مطابق جائز تھا، کیونکہ یہ دشمن مسلمانوں کے قاتل تھے، مگر رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے انہیں معاف کر کے یہ ثابت کردیا کہ اسلام امن کا مذہب ہے، نہ کہ جنگ کا۔قرآن حکیم نے **''امن''** کو خطہ زمین کا اصل قرار دیا ہے اور امن کا متضاد **''فتنہ''** کو دبانے اور ختم کرنے کا حکم دیا ہے، چاہے اس کی خاطر کوئی جنگ ہی کیوں نہ لڑنا پڑے۔

اسلام میں فتنہ کی سرکوبی کے لئے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ غیر مسلموں کو ختم کرنے کے لئے۔ اسلام کے امن پسند ہونے کا ایک تاریخی ثبوت یہ ہے رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے صدیوں سے نبرد آزما قبائل کے درمیان صلح کروادی۔

## ☆ جہاد فی سبیل اللہ کسے کہتے ہیں؟

اسلام میں جہاد فی سبیل اللہ، ایک عظیم عبادت ہے، جبکہ حقوق انسانی پامال کر دیئے جائیں، عبادت گاہوں کے وجود کو خطرہ ہو، اہل اسلام کی جان، مال، عزت وآبرو اور گھربار خطرے میں پڑ جائیں، ظلم ہی ظلم ہو اور اصلاح کی کوئی صورت باقی نہ رہے، ایسی صورت میں فتنے کی سرکوبی اور اللہ کے کلمہ کی سربلندی کے لئے، اسلام ''جہاد فی سبیل اللہ'' کا حکم دیتا ہے۔

میری اقوام عالم سے اپیل ہے کہ اسلامی جہاد کے مفہوم کو سمجھیں اور اسے ''دہشت گردی'' سے تشبیہ نہ دیں۔ جہاد..... فساد کے لئے نہیں بلکہ اصلاح اور قیام امن کے لئے ہوتا ہے۔ اس کی حدود اللہ تعالیٰ اور پیغمبر اسلام، رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے مقرر فرمائی ہیں، ان سے تجاوز کسی صورت میں جائز نہیں۔ جہاد فی سبیل اللہ، ظالموں اور مفسدوں کے لئے قہر الٰہی اور انسانیت کے لئے رحمت وبرکت ہے۔ یہ دُنیاوی بادشاہوں، حاکموں اور قوموں کی خونریز جنگوں کی طرح نہیں جو صرف ملک گیری کے لئے لڑی جاتی ہیں اور ان میں بدعہدی، ضعیفوں، عورتوں اور بچوں وغیرہ کے قتل سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا اور ہر بڑے سے بڑا ظلم روا رکھا جاتا ہے، لیکن اسلامی جہاد میں ایسی سب باتیں ممنوع ہیں۔ رحمۃ للعالمین، حضرت محمد ﷺ نے فرمایا! **''جہاد تا قیامت جاری رہے گا''**..... نہ کسی عادل کا عدل اس کی ضرورت کو ختم کرسکتا ہے، نہ کسی ظالم کا ظلم اس کو روک سکتا ہے، جہاد کے معنی صرف جنگ سمجھنا اس کے پورے معنی سے ناواقفیت ہے، کیونکہ حدیث شریف میں ہے

کہ بہترین جہاد وہ ہے جو اپنے نفس کے ساتھ کیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ دُنیا سے شر، فساد، ظلم، حق تلفی اور برائیوں کو مٹانے کے لئے جدوجہد کرنا ہے، خواہ وہ تلوار سے ہو، قلم سے ہو، زبان سے ہو یا عمل و اخلاق سے ہو یا دلیل کی قوت سے ہو۔ مسلمانوں کو تلوار اُٹھانے کی اجازت صرف مندرجہ ذیل صورتوں میں ہے:

(1) ملک و ملت کے دفاع اور حفاظت کے لئے جب دُشمن حملہ آور ہو یا حملہ آور ہونے کی تیاری کر رہا ہو۔

(2) فتنہ و فساد اور سرکشی کو ختم کرنے کے لئے۔

(3) ظلم و استبداد کے استیصال کے لئے۔

(4) ضعیفوں اور مظلوموں کی مدد کے لئے۔

(بحوالہ: تاریخ اسلام)

الحمدللہ! اسلام نے کسی ایک انسان کے قتل کو ساری انسانیت کا قتل قرار دیا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

**مَنْ قَتَلَ نَفْسًا ۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا**

(المائدة: ۳۲)

ترجمہ: جو کوئی قتل کرے ایک جان کو بلا عوض جان کے یا بغیر فساد کرنے کے ملک میں، پس اس نے تمام انسانیت کو قتل کیا۔

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ عام طور پر سپہ سالاروں کو مہمات پر روانگی سے قبل مندرجہ ذیل قسم کی ہدایات فرمایا کرتے تھے:

(1) اوّلاً اُن لوگوں کو کلمہ کی دعوت دی جائے، اگر قبول کرلیں تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔

(2) جس بستی میں جائیں اگر وہاں سے اذان کی آواز آجائے تو حملہ نہ کیا جائے۔

(3) اگر اسلام قبول نہ کریں تو جزیہ پر آمادہ کیا جائے، اس کے عدم قبول پر قتال کی اجازت ہے۔

(4) لڑائی میں اپاہجوں، ضعیفوں، بوڑھوں، عورتوں اور بچوں پر ہاتھ نہ اُٹھایا جائے۔

(5) سایہ دار اور پھل دار درختوں کو نہ کاٹا جائے۔

(6) کھیتوں کو برباد نہ کیا جائے۔

(7) عبادت گاہوں کا احترام کیا جائے۔

(8) ہر مذہب کے راہنما کا خیال رکھا جائے اور اُن کی عزت کی جائے، راہبوں سے کوئی تعرض نہ کیا جائے۔

(9) جو اپنے گھروں میں گھس جائیں، انہیں قتل نہ کیا جائے۔

(10) کوئی مکان منہدم نہ کیا جائے۔

(بحوالہ: تاریخ اسلام اور مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ)

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جن مدافعانہ غزوات و سرایا میں بنفس نفیس شرکت فرمائی، اُن کی مجموعی تعداد اٹھائیس ہے اور اُن میں سے بھی کل آٹھ میں قتال کی نوبت آئی۔ (بحوالہ: غزوات النبی ﷺ)

الحمدللہ! وہ غزوات و سرایا جن میں رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو روانہ فرمایا ان کی مجموعی تعداد بقول ابن اسحاقؒ 38 ہے۔

(بحوالہ: سیرت ابن ہشامؒ)

مشہور سیرت نگار اور محقق جناب جسٹس علامہ محمد سلیمان سلمان منصوری پوریؒ نے 2 ہجری سے 9 ہجری تک آٹھ سال کے مابین عہد نبوی ﷺ کے غزوات و سرایا کا بڑی تحقیق اور عرق ریزی سے ایک نقشہ تیار کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ چھوٹے چھوٹے

واقعات یا غزوات کی جملہ تعداد 82 تھی۔ (بحوالہ: رحمۃ للعالمین ﷺ)

ان غزوات وسرایا میں 32 وہ دستے بھی شامل ہیں جو آپ ﷺ نے وقتاً فوقتاً دُشمن کی نقل وحرکت سے باخبر رہنے اور راستوں کی نگرانی کرنے کے لئے روانہ فرمائے تھے۔ انہی میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

- پندرہ دستے وہ بھی ہیں جو قتل و ڈکیتی کی وارداتوں اور غداری کے جرم میں ملوث لوگوں کے تعاقب کے لئے روانہ کئے گئے۔
- پانچ دستے تبلیغی مشن پر روانہ کیے گئے۔
- چھ دستے بعض غلط فہمیوں کے نتیجہ میں وجود میں آئے، جو نہ صرف مسلمانوں اور کفار بلکہ خود مسلمانوں کے مابین وقوع پذیر ہوئے۔
- تین دستے بُت شکنی کے لئے تھے۔
- تین دستے دُشمن کے تعاقب کرنے کے لئے تشکیل دیے گئے۔
- پانچ مختلف انفرادی اقدامات بھی علاقائی سرایا کہلائے۔

(بحوالہ: سیرت ابن ہشامؒ)

یہ ایسے واقعات ہیں جو غزوات وسرایا میں تو شمار کیے جاتے ہیں مگر ان میں سے کسی میں بھی کفر واسلام کا مقابلہ نہیں ہوا۔ ایسے ہی کتنے اور واقعات بھی ہیں۔ صرف آٹھ، سات غزوات ایسے ہیں جن میں کفر واسلام کا باقاعدہ مقابلہ ہوا اور ان میں بھی مسلمانوں نے صرف دفاعی مقابلہ کیا اور کبھی جارحانہ حملے کی ابتدا نہیں کی۔ (بحوالہ: سیرت ابن ہشامؒ)

ان تمام لڑائیوں میں کفار کے 6564 افراد قیدی بنائے گئے، جن میں سے چھ ہزار صرف غزوہ حنین میں قید کیے گئے۔ رحمۃ للعالمین ﷺ کا اخلاقی کارنامہ دیکھیں کہ

صرف دو قیدیوں کو ان کے سابقہ جرائم کی پاداش میں قتل کیا، باقی تمام کو رہا کر دیا تھا۔

(بحوالہ: رحمۃ للعالمین ﷺ)

دیگر اقوام کی جنگوں پر بھی ذرا غور کریں، صرف جنگ عظیم کے مقتولین کی تعداد کا اندازہ تہتر لاکھ اڑتیں ہزار (73,38,000) لگایا ہے اور یہ اس جنگ کے صرف مقتولین ہیں، جو 14/اگست 1914ء سے لے کر 3/مارچ 1917ء تک لڑی گئی تھی، زخمیوں، اسیروں اور گمشدگان کی تعداد الگ ہے۔

(بحوالہ: رحمۃ للعالمین ﷺ)

عیسائی مؤلف جان ڈیوڈ پورٹ اپنی کتاب "اپالوجی آف محمد (ﷺ) اینڈ قرآن" **(Apology of Muhammad & Quran)** میں لکھتا ہے:

"یورپ کی مذہبی تنظیموں کے ہاتھوں اور مذہبی عدالت کے احکام سے ایک کروڑ بیس لاکھ **(1,20,00000)** عیسائی ہلاک کیے گئے۔ اسی طرح اسپین میں تین لاکھ چالیس ہزار **(3,40,000)** عیسائیوں کو قتل کیا گیا تھا، جن میں بتیس ہزار **(32,000)** آدمی آگ میں جلا کر مارے گئے، جنگ مہابھارت کے مقتولین کی تعداد کروڑوں سے کم نہیں، اس کے مقابلہ میں رحمۃ للعالمین ﷺ کی زندگی کی کل **80** لڑائیوں میں فریقین کے مقتولین کی تعداد ایک ہزار اسی **(1,080)** بنتی ہے، اس طرح فی جنگ **13** سے بھی کم اوسط نکلتی ہے، جو عرب جیسے وسیع ملک کو فتح کرنے کے لحاظ سے بالکل صفر ہے"۔

(بحوالہ: سیرۃ امام الانبیا ﷺ)

جہاد اسلامی کے تقدس کو جنگ اور خونریزی کا نام دینے والے واقعہ کی علت کو دیکھتے ہیں اور نہ ہی مسلمانوں کے مدعا کو تلاش کرتے ہیں، رحمۃ للعالمین ﷺ کے عدم جارحیت کے معاہدے اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ آپ ﷺ دنیا میں تلوار چلانے نہیں بلکہ

امن وآشتی قائم کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے۔

الحمد للہ! مندرجہ بالا سطور کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کرنا بہت آسان ہے کہ رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی حربی مہمات امن وسلامتی، عدل اجتماعی کے قیام اور استحکام کے لئے تھیں، ان کا مقصد ملک گیری اور دُنیاوی مفاد نہیں تھا۔منافقین زبان سے **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کہتے تھے،اس لئے آپ ﷺ نے ان کا اتنا لحاظ ملحوظ رکھا کہ ان کی خباثتوں کے کھل جانے کے بعد بھی کسی منافق کے قتل کا حکم نہیں دیا۔صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے مختلف مواقع پر اجازت بھی چاہی کہ ان کو قتل کردیں، مگر آپ ﷺ نے کلمہ کے احترام میں ان میں سے کسی کے قتل کا حکم نہیں دیا۔آپ ﷺ ہر موقع پر ان کی جاں بخشی کرتے رہے، یہاں تک کہ تبوک کے موقع پر بھی جبکہ عبداللہ بن ابی (رئیس المنافقین) کی خباثت بالکل کھل گئی تھی، آپ ﷺ نے اس کی گردن مارنے کا حکم نہیں دیا، بلکہ کوئی معمولی سزا بھی نہیں دی۔

رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کے غزوات وسرایا کے مطالعہ سے بآسانی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ان کی نوعیت دُنیا کی دوسری جنگوں سے قطعاً مختلف تھی۔یہ غزوات کسی مادی مقصد کے لئے نہیں بلکہ یہ محض امن وامان اور عدل وانصاف کے قیام کے لئے لڑے گئے تھے اوران کے پیچھے سوائے اس کے کوئی دوسرا جذبہ کارفرما نہ تھا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔اس سے رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضور اقدس ﷺ کے بعض اعلیٰ اوصاف بھی ابھر کر سامنے آتے ہیں، جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے کسی برگزیدہ پیغمبر ہی میں پائے جاسکتے ہیں۔